کشمیر میں ریشی سلسلہ تصوف کا ارتقاء: ایک تجزیاتی مطالعہ

Evolution of Rishi chain of mysticism in Kashmir: An Analytical Study

بشیر احمد ملک* ڈاکٹر مقصود الرحمٰن** ڈاکٹر عبد الحق***

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023

DOI: 10.37605/fahmiislam.v4i2.290

Received: July 2,2021
Accepted: Nov 20, 2021
Published: Dec 30,2021

Abstract

Islam does not allow monasticism and the Turkish world. Then why even in the Islamic era, despite being Muslims, the Rishis continue to adopt the same methods of seeking truth? The reason is that according to the belief of Kashmiri Brahmins in general and Buddhism. Suicide has been considered a prerequisite for spiritual attainment. In addition, since the time of Shaikh-ul-Alam, the effects of Buddhist philosophy have been forgotten here for nine hundred years, apart from the Brahmins, and many of their beliefs. Rich had settled in the collective unconscious of Kashmiris-

In this legacy, non-violence, suicide, public welfare, brotherhood, tolerance were such practical beliefs that all Kashmiri Buddhists fell in love with them. Shaikh-ul-Alam took up the cause of reformation of racism in Kashmir and along with solitude began to promote Islamic teachings which resulted in people giving up monasticism and started living according to Islamic teachings. He used the Kashmiri language, which was the mother tongue of the people, to spread the message far and wide. His speech is still read and written in Kashmir today and it has been interpreted in different languages. His speech is called the first theology of Kashmiri language.

Keywords: Islam, monasticism, Rishi, Shaikh-ul-Alam, Buddhist, Brahmins, welfare, brotherhood, tolerance, Kashmiri language.

تعارف:

* لیکچرار، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، آزاد جموں اینڈ کشمیر یونیورسٹی، آزاد جموں کشمیر۔

** لیکچرار، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یونیورسٹی آف ملاکنڈ چکدرہ، لوئر دیر۔

*** اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، شہید بے نظیر بھٹو یونیورسٹی، شیر نگل اپر دیر۔

اس پُر کشش کائنات کے پیچھے ایک مطلق العنان ذات بابرکات کا حکم کار فرما ہے۔اس لگے بندے نظام کائنات کی گرفت کسی احکم الحاکمین کی مرہون منت ہے۔ شمس و قمر، مہر وماہ کی تابانی نور لم یزل کے حکم سے درخشاں و تاباں ہے۔ دریاؤں کی روانی، کوہستانوں کی بلندی، سمندروں کی وسعت و گہرائی اور ریگستانوں کی خاموشی کس کی عظمت و حکمت کی غمازی کرتی ہے ؟وہ ذات کب سے موجود ہے اور اس کی ماہیت کیا ہے ؟اس تک رسائی کیسے حاصل کی جاسکتی ہے ؟یہ وہ سوالات ہیں جو بنی نوع انسان کو ہمیشہ قلق واضطراب میں ڈالتے ہیں۔اس میں شک نہیں کہ انسانوں میں ہی ایسے لوگ موجود رہے ہیں جو ضمیر کی اس فطری آواز کو مادی دنیا میں دباتے رہے ہیں اور ضمیر کو یہ فریب دے کر سلاتے رہے ہیں کہ اس مادی دنیا سے آگے کچھ بھی نہیں ہے اور یہی آدمیت کی آخری منزل ہے اس سے آگے کچھ بھی نہیں لیکن ان فریب کاریوں کے باوجود انسان مشاہدہ ذات کے لئے علامت استفہام بن کر حیران وپریشان رہاہے۔اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت اور رحیمیت نے آگے بڑھ کر آدم مبہوت کی دستگیری کی اور اسے ورطہ حیرت واستعجاب سے نکالنے اور معرفت حق سے سر فراز کرنے کے لئے مختلف قوموں اور ملکوں میں اپنے ہادی اور عارفین کاملین کو بھیجا جنھوں نے بھٹکتی انسانیت کو راہ راست پر لایا ۔ارشاد باری ہے:

وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ[1]

"اور کوئی قوم ایسی نہ تھی جس میں کوئی نہ کوئی ہادی نہ بھیجا گیا ہو"

انسان جلد باز رہاہے اور اس لئے ہادی ورہنماؤں کے اٹھ جانے کے بعد عجلت پسند انسان نے فطری طریق کار کو چھوڑ کر عشق و شیفتگی کے غلبہ کی وجہ سے کسی کی تلاش میں اپنے آپکو دکھ اور تکلیف میں ڈھالتا رہا اور دنیا ومافیہا سے بیزار ہو کر جنگلوں بیابانوں میں گھومتا رہا اور از خود یہ سمجھ بیٹھا کہ میرے اور محبوب حقیقی کے درمیان اگر کوئی رکاوٹ حائل ہے تو وہ دنیائے فانی اور یہ جسد خاکی ہے اس لئے ذات حق تک رسائی کا کوئی اور ذریعہ نہیں کہ اس صورت جسمانی کو اذیتوں سے دوچار کیا جائے اور عیش و عشرت کو ترک کر کے مسلسل فاقہ کشی، ریاضت اور شب وروز کی صحرا نوردی سے کام لیا جائے یوں وصل ذات حق ہو گا۔یہی وہ زندگی ہے جسے راہبانہ زندگی کا نام دیا گیا۔بہر حال سبب اور وجہ کچھ بھی ہو انسان معرفتِ حق کی تلاش میں فطری راہ سے بھٹک گیا اور ایسا راستہ اختیار کیا جس کا نتیجہ بھول بھلیوں میں گھوم کر بے نیل ومرام واپس لوٹنے کے سوا کچھ نہ تھا اس کی نشاندہی قرآن کریم نے یوں کی ہے۔

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ[2]

اور رہبانیت انھوں نے خود ایجاد کی ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر اللہ کی خوشنودی میں انھوں نے یہ بدعت نکالی۔

اس راہبانہ تصور نے انسان کے دل و دماغ کو اس طرح مسخر کر لیا تھا کہ یہ تصور مٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ کو یہ اعلان کرنا پڑا۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ[3]

اے محمد ان سے کہو کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کیا ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لئے نکالا تھااور کس نے اللہ کی بخشی ہوئی پاک چیزوں کو ممنوع قرار دیا تھا۔

خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ جو کہ اس بدعت کا استیصال کرنا چاہتے تھے آپ کے سامنے بھی کچھ لوگ اس طرح کی آرزو لیکر آئے اور پوچھا کیا میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں؟ دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھا کروں اور کبھی بھی ناغہ نہ کروں۔ تیسرے نے کہامین کبھی بھی شادی نہ کروں اور عورت سے رابطہ نہ رکھوں گا۔ آپؐ نے ان کی یہ باتیں سنیں اور فرمایا۔

اما واللہ انی لاخشاکم اللہ واتقاکم لہ لکنی اصوم وافطر واصلی وارقدواتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی[4]

"اللہ کی قسم میں تم میں سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور اس سے تقویٰ کرتا ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور راتوں کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جس نے میرے طریقے سے اعراض کیا اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولؐ فرمایا کرتے تھے

لا تشددوا علیٰ انفسکم[5]۔

کہ اپنے اوپر سختی نہ کرو کہ اللہ تم پر سختی کرے ایک گروہ نے یہی تشدد اختیار کیا تھا تو اللہ نے اس پر سخت پکڑ کی۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں ایسی رہبانیت کی کوئی گنجائش نہیں جس میں نفس کشی کا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جو کہ اسلامی تعلیمات سے متصادم ہو۔ اسلام میں ایک صورت ایسی ہے جب کہ رہبانیت اختیار کی جا سکتی ہے اور وہ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ فرمانِ رسولؐ ہے۔

رهبانية هٰذه الامة الجهاد في سبيل الله[6]۔　　اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

علامہ اقبال نے اپنی نظم "پیر رومی و مرید ہندی" میں یوں کہا ہے۔

کاروبار خسروی یا راہبی۔۔۔۔ کیا ہے آخر غایت دینِ نبیؐ

مولانا رومی اس بارے میں یوں کہتے ہیں۔

مصلحت در دین ما جنگ و شکوہ۔۔۔۔ مصلحت در دین عیسی غار و کوہ

دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد کیا ہے؟ بادشاہی یا رہبانیت؟

ہمارے دین کی مصلحت جنگ و شکوہ میں ہے اور عیسی علیہ السلام کے دین کی مصلحت غار و کوہ یعنی رہبانت ہے [7]- تاریخی شواہد سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ رہبانیت کا سلسلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دو سو سال بعد ان کے نام لیواؤں نے شروع کیا تھا اور پھر اس سلسلہ نے پوری دنیا میں اپنی مظبوط بنیادیں قائم کیں۔ جب ہم ہندوستان پر نظر دوڑاتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی رہبانیت کو اللہ تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے اور جوگی، سنیاسی بدن پر راکھ مل کر اور اپنے آپ کو مشقتوں میں ڈال کر جنگلوں بیابانوں میں رہتے ہیں اور اسے خدا شناسی کا نام دیتے ہیں۔

ریشیت کی تعریف۔

ریشی کسے کہتے ہیں اس بارے میں محققین کی آراء کا جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ ریشی کون تھے؟ خواجہ اعظم دیدہ مری ریشیوں کی تعریف لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ

" ریشی کسے را گویند کہ از زمرہ زاہدان و عبادان در ریاضت سخت و صعب تر باشد و خود را از اولاد وازواج فارغ دارد دوست از جمیع آرزو ہا و ہوس برادر دچہ جائ ملک و مالک"[8]۔

یعنی ریشی اس شخص کو کہتے ہیں جو زاہدوں اور عابدوں کی جماعت میں سے ہو پھر ریاضت و عبادت میں سخت اور شدید تر ہو اور وہ خود کو اولاد و ازدواج سے آزاد رکھتا ہو۔ اور کی ہر قسم کے تمناوں اور خواہشوں سے ہاتھ بھی کھینچ لے۔ ملک اور مال یا اقتدار اور دولت کی تو بات ہی نہیں۔ صاحب "روضۃ الابرار" مولوی محمد دین حنفی ریشیت کی تاویل اور توضیح زیادہ صراحت سے کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

"باید دانست کہ لفظ ریشی معرب یا مفرس از لفظ "رکھی" است کہ در سنسکرت تارک دنیا و مشغول بخدا را گویند و اہل اسلام در معانی آں قدرے تغیر دادہ باینطور بیان مے کنند کہ مراد از

ریشی شخصے است کہ اولاد وا ازواج ومال ومنال ومتعہ واقمشہ واراضی ومواشی وغیرہ را ترک نمودہ در زہد وریاضت ودر تقوی وعبادت ومحسنتہانے شاقہ بکار بردودر کوہ ہا وغار ہا ودر بہاو سکونت نماید وانسان وحیوان ووحش وطیور وہوام حتی کہ سبزہ ونباتات راایزا نرساند وبسوے حق تعالی بغرائض وواجبات ونست ونوافل وسکونت وخلوت وسہر وجوع تقرب جوی وتوبہ وصدق وصداقت ذکر وفکر وخشوع وخضوع وحضور قلب راوسیلہ خود سازواز حرکت زبان بقلقلہ لسان درگدزردوصرف در معانی وحدت مستغرق شودوبہ مرتبہ ذخر راحتہ واصل گردواز جمیع اشیا ظاہری وباطنی تآنکہ از نفس خود غیب وفانی گردوبحق باقی شود واز آبہائے جاری وسبزہ ہائے بیانی مثل کاسنی واپل ساگ قوت نماید"[9]۔

یعنی جاننا چاہیے کہ ریشی سنسکرت لفظ لکھی کا معرب یا مفرس ہے جو تارک دنیا اور مشغول بخدا کو کہتے ہیں۔ اہل اسلام نے اس کے معنی میں ذرا تبدیلی کر دی ہے وہ اس طرح کہ ریشی سے مراد وہ شخص ہے جو اولاد و ازواج اور مال ودولت اور سامان اور پونجیاں اور زمین اور مویشی وغیرہ کو چھوڑ کر زہدو تقوی، عبادت و ریاضت اور محنت شاقہ کو ر اور پھر پہاڑوں، گپھاوں میں اور پھاٹکوں وراستوں پر سکونت اختیار کرے اور پھر انسان یا حیوان، وحشی جانوروں یا پرندوں یا پھر کیڑوں یہاں تک کہ سبزہ اور گھاس کو بھی تکلیف نہ پہنچائے۔ پھر اللہ تعالی کی طرف فرایض واجبات سنت ونوافل، سکونت وخلوت، شب اور فاقہ کو تقرب کا ذریعہ بنائے۔ اور پھر توبہ واستغفار اور صدق اور ذکر وفکر اور خشوع وخضوع اور حضور قلب وغیرہ کو خدا کی طرف اپنا وسیلہ بنالے اور زور سے بولنا یعنی زبان کی نمائش سے اپنے آپ کو بچائے۔ بلکہ وحدت کے معنی میں غرق ہو جائے جس سے وہ ذکر الروح اور دل سے یاد خدا کرنے سے واصل بحق ہو جائے۔ ظاہری اور باطنی کے تمام اشیا سے بے نیاز ہو جائے یہاں تک کہ اپنی ذات سے بھی گم اور فانی ہو جائے اور خدا کے ساتھ باقی ہو کے رہے۔ اپنی غذا بہتے پانی اور خود رو گھاس سے حاصل کرے جیسے کاسنی اور اوپل ساگ جو کہ سخت کڑوے ہوتے پس ریشی وہ ہے جو اپنے تن بدن کو صرف عبادات الہی میں لگائے رکھے۔ اس کا کوئی گھر نہ ہو بیوی بچے نہ ہوں وہ کوئی آرزو، یا خواہش نہ رکھتا ہو، مال ودولت اور عیش وآرام کا تو ذکر ہی نہیں۔ بلکہ وہ ہر سانس خدا کی یاد میں بسر کرے۔ اپنے نفس کو راحتوں اور لذات سے دور رکھے۔ حاجی محی الدین لفظ ریشی کی تعریف یوں کرتے ہیں۔

"لفظ ریشی از لفظ رکھی کہ در اصطلاح سنسکرت تارک الدنیا و مشغول بیاد خدا گویند و آنکہ "[10]۔

ریشی کا لفظ رکھی سے ماخوذ ہے اور سنسکرت کی اصطلاح میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جو دنیا کو ترک کر کے اللہ کی یاد میں مشغول ہو گیا ہو۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ریشی دراصل درویش اور عابد وزاہد لوگوں کو کہا جاتا ہے جنہوں نے اللہ کی رضاجوئی کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا ہو اوران کا کام صرف اللہ کی یاد میں لگے رہنا ہو ۔یہ وہ لوگ ہیں جو فرائض وواجبات، سنن ونوافل کا التزام کرتے ہوں اور ہمیشہ ذکر وفکر میں مشغول رہتے ہوں ۔اور لذائذ دنیاوی سے فائدہ نہ اٹھاتے ہوں۔ جنگلی گھاس کھا کر گزارہ کرتے ہوں اور انھوں نے تقویٰ کا لباس زیب تن کیا ہو۔

ریشیت کا ارتقاء۔

کشمیر میں ریشیت کی ابتدا کب ہوئی یہ بتانا مشکل ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ کشمیر میں ریشیت کی ابتداء زمانہ قدیم سے ہوئی ہے۔ آریائی تہذیب کی پو پھٹنے سے پہلے ہی ہندوستان میں ریشیوں کا بول بالا نظر آتا ہے۔

"رگ وید" آریائی نسل کی مقدس کتاب ہے اس کتاب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تخلیق سے قبل ریشیت نے اس خطہ میں اپنے قدم مظبوطی سے جما لیے تھے۔رگ وید میں بہت سے ایسے ریشیوں کے نام ملتے ہیں جو بہت پہلے گزرے ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ریشیت کا سلسلہ یہاں بہت پہلے سے تھا۔اس کی تصدیق" ژند اوستا" سے بھی ہوتی ہے جو کہ پارسیوں کی قدیم اور تنہا مذہبی کتاب ہے اس کتاب میں "اوشان" کا ذکر ملتا ہے جس نے سب سے پہلے عبادت کے لئے آگ جلائی تھی۔اسی شخص کو "رگ وید" میں رشی "اوشان" کہا گیا ہے[11]۔

کشمیر میں ریشت کا باقاعدہ سلسلہ ۹۰۰ھ سے شروع ہوا اور بارہویں صدی ہجری تک جاری رہا اس دوران پورے کشمیر میں ریشی صوفیاء کرام نے اپنی محنت اور لگن سے اسلام کی ترویج واشاعت کی۔ جس کے نتیجہ میں لوگوں کی کثیر تعداد حلقہ بگوش اسلام ہوئی۔ ریشی صوفیا نے مہر ومحبت ،انس وہمدردی کی ایسی فضا قائم کی کہ جس سے لوگوں کے قلوب واذہان مسخر ہوئے۔ شیخ نورالدین ولی کے زیر سایہ بہت سے ریشی صوفیا نے سلوک کی منازل طے کیں۔

کشمیر کی سرزمین ایسی تھی کہ یہاں امیر کبیر سید علی ہمدانی کی آمد سے قبل رہبانیت کو انسانیت کی معراج سمجھا جاتا تھا اور ایسے لوگوں کو ریشی کہا جاتا تھا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ بے نفس بھی تھے اور انسان دوست

بھی تھے ان کے اس طرز عمل نے ان کو سماج میں ایک خاص مقام عطا کیا تھا۔ کشمیر کا ریشی خدا پرست اور انسان دوست تھا اس لئے یہاں کے نیک سیرت اور بلند فطرت عارفین اس لفظ کو اس مقصد کے لئے استعمال کرتے تھے لیکن ان عارفوں نے خداجوئی کے اس طریقے سے مکمل اعراض کیا جسے راہبانہ تصور رکھنے والوں نے اپنایا تھا۔ اس بارے میں آئندہ کی سطور میں ایک بزرگ ہستی کا کلام بطور دلیل کے پیش کیا جائے گا جسے تمام رشیوں کا امام تصور کیا جاتا ہے اور ان کو شیخ العالم نور الدین ولی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

کلام شیخ العالم نور الدین ریشی:

شیخ العالم نور الدین ولی کی ولادت ۷۵۷ھ دس ذی الحج کو ہوئی۔ آپ کو علمدار کشمیر، ولی کامل، عارف ربانی، شیخ العالم وغیرہ کے القابات سے پکارا جاتا ہے، ہندوؤں کے ہاں آپ کو "نندہ ریشی، سنہر ارشی" کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ رشی کے معنی کشمیری زبان میں تارک الدنیا اور فنا فی اللہ کے ہیں۔ آپ کے والد کا نام سالار دین اور والدہ کا نام صدرہ موجی تھا۔ آپ کا بچپن عجوبہ سے کم نہ تھا پیدا ہوتے ہی ماں کا دودھ نہیں پیا جس سے ماں کو بہت تشویش ہوئی ایک دن للہ عارفہ آئیں اور بچے کو گود میں لیا اور اس کے منہ میں اپنا دودھ ڈالا اور بچے سے کہا کہ "چیہ مالینہ چیہ، زینہ مند چھاکنہ تہ چینہ چھوکھ مند چھان"[12]۔ یعنی پی بیٹے پی۔ تم جننے سے نہ شرمائے اب پینے سے کیا شرماتے ہو؟ یہ باتیں سن کر شیخ العالم نے دودھ پینا شروع کیا۔

آپ کم سنی میں ہی پاکیزہ اطوار اور پسندیدہ کردار کے حامل تھے جوانی میں قدم رکھا تو ذکر فکر میں مشغول رہتے تھے دنیوی کام میں ان کا دل نہیں لگتا تھا۔ وہ ابتدا سے ہی خرافات و بدعات سے بیزار تھے ۔ صرف یاد خدا سے دل میں سکون پاتے تھے اسلئے سوتیلے بھائیوں نے اپنے سے الگ کر دیا تھا۔ آپ کی شادی ترال کے اکبر دین کی لڑکی سے ہوئی تھی اس سے آپ کی اولاد بھی ہوئی لیکن پھر بھی دنیا سے متنفر ہی رہے یوں بچپن اور جوانی یاد خدا میں گزاری اس زمانہ میں بھی آپ کی کرامات رہی ہیں۔ اس زمانہ میں لکھنے کا رواج بہت کم تھا اسلئے آپ کی کرامات ذہنوں میں ہی ثبت و ضبط ہو جاتی تھیں اور ان کی کوئی خاص تاریخی سند نہیں پھر بھی آپ کی کرامات واقعیت سے خالی نہیں ہیں۔

شیخ العالم کے کلام سے ان کے رتبہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور ان کے حقیقت پسندانہ معیار کو قائم کیا جا سکتا ہے۔ ان کی زندگی کے حالات کا مطالعہ کرنے سے ہوتا ہے کہ وہ محض کنج نشینی کے قائل نہیں تھے بلکہ وہ عملی زندگی میں لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے۔ آپ اپنے تبلیغی سفر میں کشمیر کے تقریبا ہر قریہ اور گاؤں میں

گئے اس دوران آپ نہ صرف لوگوں کو پاکبازی کی ہدایت کرتے بلکہ حکمرانوں اور حاکموں کو انصاف کی تلقین کرتے اور ظلم وجبر سے منع کرتے۔اس بارے میں آپ کسی مصلحت کا شکار نہ ہوتے تھے۔بوقت ضرورت بادشاہوں کی شدت پسندی کے خلاف صف آرا ہوتے۔یہی وجہ ہے کہ مختلف بادشاہوں نے آپ کی سرگرمیوں کو مخصوص نظر سے دیکھا۔بقول جون راج سلطان سکندر نے شیخ العالم کو اسی بات پر جیل بھی بھجوایا تھا۔

شیخ العالم ایسے مرد کامل تھے کہ جنہوں نے کشمیری تہذیب وتمدن پر بہت گہرے نقوش چھوڑے۔ آپ کے کلام کو بابا قطب الدین نے بوج پتروں پر تحریر کیا۔اس کے بعد سلطان زین العابدین کے دربار کا ایک اہم وزیر جب شیخ العالم کا مرید بنا تو اس نے اس کلام کو فارسی رسم الخط میں ڈھالا۔اور اس کو"نور نامہ"کے نام سے موسوم کیا گیا۔اس وقت جتنا بھی آپ کا کلام دستیاب ہے وہ صرف کت پنڈت کی محنت اور کاوشوں کا نتیجہ ہے۔آپ کے ریشی پن کا بہترین اظہار آپ کا کلام ہے کیونکہ یہی ایک ذریعہ ہے جس سے آپ کے رتبے کا تعین کیا جا سکتا ہے۔لیکن آپ کا کلام اس وقت مرتب نہ کیا جاسکا بعد میں بابا نصیب الدین غازی نے آپ کے وصال کے سو سال بعد ریشی نامہ لکھا اور آپ کے کشف وکرامات کے بارے میں وضاحت کی ہے۔آپ کا کلام آج تک زندہ وجاوید ہے اور راہ حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

کلام شیخ العالم کے اولین ترتیب کار حضرت بابا قطب الدین نے"بوج پتروں"پر تحریر کیا تھا جو اس کی سمجھ میں آچکا تھا۔اس کا نام"نور نامہ"رکھا۔ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ کلام شیخ العالم صرف کشمیری زبان میں ہی نہیں لکھا گیا بلکہ فارسی،عربی اور سنسکرت کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی لکھا گیا ہے۔اور اب اس کا ترجمہ اردو زبان میں بھی ہو چکا ہے[13]۔ شیخ العالم نے اپنے کلام کے شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کچھ اس طرح کی ہے۔

خدا تعالیٰ اوس تہ آسی۔۔۔ سُہ ینیہ ارت کانسہِ نو
نکس دُینہس روزی آسی۔۔۔ اسی تسہ زیتس سُہ اسہِ نو

خداوند کریم خوش وخرم قائم ہے۔اس کو کسی سے کوئی حاجت نہیں ہے۔جس کو جتنی روزی لکھی ہو،اتنا اس کو پہنچا دیتا ہے۔اس کو ہماری فکر ہے،لیکن ہمیں اس کی فکر نہیں[14]۔

شیخ العالم کے کلام میں اخلاقی پہلو:

شیخ العالم نور الدین ولی جب سید میر محمد ہمدانی کی صحبت میں آئے تو گوشہ نشینی ترک کر کے حقوق العباد کی جانب متوجہ ہو گئے آپ نے تبلیغ دین اور تعلیم اخلاق کا بیڑا اٹھایا ان دنوں کشمیر میں کئی اور بلند پایہ ہندو ریشی اور سادھو بھی شہرت پا چکے تھے جن میں بمہ سادھ اعلیٰ پایہ کے بزرگ تسلیم کئے جاتے تھے۔

ریشوں کی بہت بڑی جماعت نے حضرت شیخ العالم کی تعلیمات کو وادی کشمیر میں پہنچایا یہ لوگ نہ ظاہری شان وشوکت کے قائل تھے نہ گھر بار کے بندھنوں میں الجھ کر رہ گئے تھے۔ آزاد منش اور حق کے جویا تھے عبادت اور خدمت خلق ان کا کام تھا۔ یہ اونی پیراہن زیب تن کئے ہوئے ہوتے تھے۔ پاؤں میں لکڑی کا کھڑاؤں اور سر پر فتیلہ والی ٹوپی زیب تن کئے ہوتے تھے۔ یہ لوگ صحیح قسم کے تصوف کے پیرو تھے۔ جس میں نفش کشی، تبلیغ، تعلیم اخلاق کو اولیت حاصل تھی۔ مساجد بنواتے، شاہراؤں میں سایہ دار درخت لگوایا کرتے تھے۔ محتاجوں اور غریبوں کے لئے یتیم خانے اور مسافر خانے بنواتے تھے جن میں لنگر کا بڑے پیمانے پر انتظام کیا جاتا تھا۔ دعوت دین عام کرنے میں حسن خلق سے کام لیتے۔ دین اسلام کی اساس بہترین اخلاق اور خدمت خلق پر ہے اور قرآن مجید نے آپؐ کے اخلاق کریمہ کو اُسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ شیخ العالم نے اپنی دعوت کا ذریعہ شاعری کو بنایا ہے۔

شیخ العالم نے ریشیت کو قرآن وسنت اور شریعت سے ہم آہنگ کیا اور کشمیری الاصل ہونے کی وجہ سے آپ نے تبلیغ اسلام کا جو طریقہ اختیار کیا وہ مقامی لوگوں کی نفسیات اور معروضی حالات کے عین مطابق تھا۔ مقامی زبان کے استعمال اور جذبِ صادق نے اس اثر کو مزید تقویت دی اور آپ کا عارفانہ کلام کشمیر میں مثنوی مولوی ثانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے[15]۔

آپ توحید کے دل وجان سے قائل تھے اور اتباع رسول کو قرب الٰہی کا ذریعہ جانتے تھے۔ سلوک کی بلند پایا منزل کو پانے کے باوجود اس طریق کو جان گئے تھے کہ ترک دنیا سے بہتر کوئی اور طریق زندگی نہیں لیکن اہل وعیال میں رہنے کے باوجود توجہ الی اللہ رکھنے اور دل کی پاکیزگی کا خیال رکھنے ہی سے آدمی خاصان خدا کا مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

ونن پنزی تہ واندر آسن ---- گگر گو پھن برن واس
یم پاژن وقتن اگہ مل کاسن ---- نِشہ آسن باژن تمے َچھ خاص
گرہ گرا َکس تاج لاگنس َسر َسن ---- گرہ کورر سول خدا یَن ہر س آو

بندر جنگلوں میں رہتے ہیں۔ اور چوہے غاروں میں۔ جو لوگ پانچ وقت اپنے من کی پاکیزگی میں لگے رہتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ رات دن گزارتے ہیں، وہی لوگ خاصانِ خدا ہوتے ہیں[16]۔

اس کے بعد شیخ نے عوام میں مل جل کر رہنے کا فیصلہ کر لیا اور اپنی شیریں کلامی سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا شروع کیا۔ ایک رہبر کامل کی طرح آپ نے دین اور دھرم کے اجارہ داروں کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ فرماتے ہیں۔

ملہ چھی مشیدن اَچھ درو۔۔۔۔۔۔بتھ بٹہ چھی پو تلین پیٹھ
ساسہ منز اکھا ترو۔۔۔۔۔۔تتہ سارنے گو شیطان ہیتھ

ملا مسجدوں کے ناگ بنے ہوئے ہیں اور پنڈت مورتیوں پر اژدھا بنے ہیں (یعنی ہر ایک اپنے زہر سے عبادت گذاروں کو ڈستا ہے اور ان کی گمراہی کا ذریعہ بنتا ہے) ان میں سے نجات پانے والا ہزار میں سے ایک ہو تو ہو ورنہ شیطان ان سب کا بہکا کے لے جائے گا[17]۔

شیخ العالم اس بات سے یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ملا اور پنڈت دونوں نفس پروری کی خاطر مسجدوں کے امام، پروہت اور پجاری بنے ہوئے ہیں۔ ان کو نفس پروری نے گمراہ کر دیا ہے اور شیطان کے بہکاوے میں آگئے ہیں۔ نجات صرف اس میں ہے کہ مسجدوں اور مندروں کو خدا کی عبادت کے لئے مخصوص کیا جائے اور ان کو آمدنی اور ریاکاری کا اڈہ نہ بنایا جائے۔ علماء سوء سے یوں فرماتے ہیں۔

عالمو: تم نے علم کو حرص و ہوس پورا کرنے کی غرض سے حاصل کیا ہے نتیجہ یہ ہے کہ تم لوگ اس فن میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہو۔ تم اس بھول میں نہ رہو کہ تم ایسے علم کی بنا پر اچھے لوگ بن گئے ہو۔ خواص میں شمار ہوتے ہو۔ یاد رکھو روز قیامت تم میں سے کوئی بھی نجات نہیں پا سکے گا۔

شیخ العالم اس بات کی بار بار تلقین کرتے ہیں کہ اے عالمو، ریشیو، فقیرو، پنڈتو ریاکاری نہ کرو، مذہب کو بیچ کر نہ کھاؤ اور ایسے اعمال کے بعد جن سے شیطان کی پیروی ظاہر ہے۔ یہ خیال نہ رکھو کہ بزرگ ہو، قابل احترام ہو، آخرت میں نجات پالو گے۔ سن لو وہاں جو نیک اعمال کام آتے ہیں وہ تم نہیں کرپاتے ہو۔ تمہارا علم تمہاری نفس پروری تک محدود ہے اس میں وہ تابانی نہیں جو لوگوں کو منور کر سکے۔ تم قبروں میں پہنچنے تک ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش میں لگے رہنا۔ تم ہر گز نہیں بخشے جاؤ گے[18]۔

عام انسان سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ تم رزق کے لئے پریشان ہو اس دنیا میں آدمی کا رزق اس کے آگے آگے ہے اور موت اس کے پیچھے پیچھے ہے۔یہ دنیا آنی جانی ہے۔اے انسان تو حق کی تلاش کر،اس تک پہنچنے والی راہوں کی جستجو کر۔اس دنیا میں انسان کے پیچھے نیکی اور بدی کی باتوں کے سوا کچھ نہیں رہتا۔ شیخ العالم ایک معلم اخلاق کی طرح آدمی کو خبر دار کرتے ہیں خوشخبری اور خوف سے آگاہ کرتے ہیں۔

تلہ چُھے زیُس تَے پیٹھ چھکھ نژان۔۔۔وَنتہ مالہِ وونہ کیتھ پژان چُھے

عذاب قبر س کونہ چُھکھ کھوژان۔۔۔ونتہ مالہِ ان کیتھ روژان چُھے

تمہارے قدموں کے نیچے چاہ ہے،تو اس کے اوپر بے پروائی سے گھوم رہا ہے اے میرے عزیز تو یہ جانتے ہوئے کھانا کیسے ہضم کرلیتا ہے۔تو قبر کی ہیبت ناکیوں اور شدت عذاب سے کیسے بے خوف پھر رہا ہے۔زندگی کے انجام کی اس سے زیادہ المناک تصویر کھینچنا ممکن نہیں ہے۔

آپ نے جہاد بالنفس کو جہاد اکبر کہا ہے اور نفس کی معرفت کو خالق کی معرفت کہا ہے۔آپ نفس کو ہر اس آلودگی سے پاک دیکھنا چاہتے ہیں جو روح کو متعفن کرتی ہے۔اس بارے میں آپ فرماتے ہیں

نفسی کورس اٹی اٹی۔۔۔نفسی کوروس پشیمان

نفس چھے مدہوس ہانکل ژٹی۔۔۔نفس ییمی روٹ سُہ ووت لامکان [19]

نفس کی ہی خواہشات نے مجھے رسوا کر دیا۔نفس ہی کی خاطر مجھے پریشان ہونا پڑتا ہے۔اے عزیز نفس ہی مست و مدہوش ہاتھی ہے جو لوہے کی زنجیروں کو کاٹ پھینکتا ہے۔جو اس پر قابو پالیتا ہے اس کو ہی نفس اللہ سے ملاتا ہے۔لامکان پر پہنچادیتا ہے۔

خواہشات اور آرزوئیں آدمی کو در بدر پھراتی ہیں۔ذلیل وخوار کرتی ہیں ۔نفس میں بے راہ رو ہونے کی اتنی صلاحیت ہوتی ہے کہ اخلاق کی قدروں کی ذرہ بھر بھی پروانہیں کرتا ہے۔ہر برے کام کو انجام دینے کی تدبیر کرنے میں ماہر ہے۔روحانی اقدار کو پس پشت ڈال کر ہر شیطانی فعل کا مرتکب ہو سکتا ہے لیکن ایسے بھی نفس ہیں جو قابو میں رہتے ہیں،سیدھے راستے پر چلتے ہیں اور قرب الٰہی حاصل کرتے ہیں۔

آپ نفس امارہ کی کمزوریوں،گمراہیوں اور تباہ کاریوں کو ناصحانہ انداز میں ذکر فرماتے ہیں اور لوگوں کو روحانی بیماریوں کے علاج کی ترغیب دیتے ہیں حرام کھانے اور دوسروں کے مال پر غاصبانہ قبضہ اور تصرف سے بچنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

حضرت شیخ نور الدین ولی سپہ سالار ریشیت:

شیخ العالم کو ریشیوں کا سرتاج کہا جاتا ہے اس دعویٰ کی سب سے بڑی جوازیت یہ ہے کہ لوگ آپ سے بے پناہ محبت کا اظہار کرتے ہیں اور یہ محبت صدیاں گزرنے کے باوجود آج تک قائم ہے۔ آپ کو ہندو سماج میں نندہ ریشی کہا جاتا ہے اور یہ بھی آپ کے روحانی مراتب کے معترف ہیں۔ آپ کے ریشی پن کا اظہار آپ کا کلام ہے جس کو کشمیری زبان میں پہلی دینیات کہا جاتا ہے۔ آپ کا کلام آج بھی کشمیری معاشرے میں پڑھا اور سنا جاتا ہے۔

آپ کو علمدار کشمیر بھی کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا تعلق اس دور سے ہے جب کہ کشمیر کی انفرادیت خطرے میں پڑی ہوئی تھی بیرونی حملہ آوروں کی کشمیر پر یلغار اور کشمیری روایات اور مذہبی ہم آہنگی میں رکاوٹ پیدا کی جارہی تھی اور انھوں نے کشمیریوں کے عقائد کے خلاف تحریک چلائی لیکن شیخ العالم نے اپنی تہذیب و ثقافت اور مذہبی رواداری کے علمبردار رہے جس کی وجہ سے آپ کو یہ لقب دیا گیا[20]۔

شیخ العالم کے کلام کی تفہیم و تحسین اور اس کی قدر و قیمت کو متعین کرنے کے لئے معنوی سطح پر تلاشِ ذات یا شعور ذات کے عمل کی پردہ کشائی دلچسپ بھی ہے اور مفید بھی ہے۔ آپ کا کلام عام طور پر پند و نصائح کا دفتر قرار دیا گیا ہے حالانکہ آپ کے اشعار میں داخلی زندگی کی اجنبیت، حیرانی اور بیکرانی کا احساس بھی ملتا ہے۔ یہ احساس اپنی تجسس خیزی سے جمالیاتی فضاء کو قائم کرتا ہے۔ ایسے اشعار آپ کی شعری شعور کی برق تابی کا مظہر ہیں۔

حضرت شیخ العالم نور الدین ولی سید العابدین اور زبدہ عاشقین تھے آپ کی عبادت، ریاضت، نفس کشی، پاکیزگی اور طہارت ضرب المثل ہے۔ آپ کے برابر کشمیر میں اور کوئی ریشی یا ولی اللہ پیدا نہیں ہوا۔ کہتے ہیں کہ وہ ایک روز مٹن میں تھے اور لوگوں کو مچھلیاں بھنتے اور کھاتے دیکھا تھا۔ ان کے نفس نے ان سے ایک مچھلی مانگ لی تو ایک جلتی ہوئی لکڑی منہ میں ڈال لی اور نفس سے کہا کھاؤ مزے سے یہی تیری غذا ہے۔ پھر ان لوگوں تک وعظ کے ذریعہ اللہ کا پیغام پہنچایا۔ وہ گھر گھر جاکر موثر الفاظ میں تبلیغ کرتے تھے کیونکہ اب انھوں نے غار نشینی چھوڑ دی تھی۔

فرماتے ہیں: وَنَن پَنزَتہٖ وَاندَر آسن ---- گُگر گو بھَن بَرَن وَاس

یَم پَانژن وَقتن اَگہ مل کَاسن ----نِشہ آسن بَاژن تُمے چُھ خَاص [21]

جنگلوں اور غاروں میں سکونت اختیار کرنا تو بندروں اور چوہوں کا کام ہے۔ہاں رتبہ خاص صرف ایسے نیکوکار لوگوں کو عطاء کیا گیا جو متاہلانہ زندگی گزارتے ہوئے اپنے اہل وعیال کے ساتھ رہ کر پانچ وقت کی نمازیں برقرار رکھ سکیں۔

اس طرح حضرت شیخ العالم نے ریشیت کو تصوف حقیقی کا لباس پہنایا اور خلوت نشینی پر لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کو ترجیح دی تھی اسی لئے ان کو موجودہ ریشیت کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔حضرت شیخ العالم اپنے سے پیش رو ریشیوں کا ذکر یوں فرماتے ہیں

اول ریشی احمد ریشی دویم ریشی اویس آو۔۔۔تریم ریشی زلکاریشی ژورم ریشی میراں آو

پانژم ریشر رمہ ریشی شیوم ریشی پلاس آو۔۔۔ستمس کرہم دشناہشی بوکہہ ریشی تہ میہ کیاناو

ترجمہ۔پہلا ریشی احمد ریشی آیا ہے۔دوسرا ریشی حضرت اویس آیا ہے۔تیسرا ریشی زلکاریشی آیا ہے۔چوتھا ریشی حضرت میران آیا ہے۔پانچواں ریشی رُمہ ریشی آیا ہے۔چھٹا حضرت پلاس ریشی آیا ہے۔ساتویں ریشی کو ریشیوں کے زدہ میں لگاتے ہیں۔خدا کے لئے بتاؤ میں کون ریشی ہوں اور میرا نام کیا ہے[22]۔

غیر مسلم ریشیوں کے برعکس مسلمان ریشی اکثر اہل وعیال بھی رکھتے تھے گھروں میں رہتے اور عبادت بھی کرتے ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہتے اور ذکر و فکر میں رہتے۔پانچ وقت باجماعت نماز ادا کرتے۔رشتہ داروں سے حسن سلوک سے پیش آتے اور انکو راہ خدا کی طرف رہنمائی کرتے۔نفس کشی سے اپنی تمام خواہشات کو کچل دیتے مگر تجرید و تفرید میں ہو کر بھی لوگوں سے بالکل ہی لاتعلق نہ رہتے دوسروں کی اعانت کے لئے ہر وقت تیار رہتے۔رہبانیت کے ہرگز بھی قائل نہ تھے بلکہ وہ وحدت در کثرت کے قائل تھے۔آپ اپنے خلیفہ بابا نصیر الدین سے فرماتے ہیں کہ:

نَصر بابہِ جَنگل کھسن گَنیم خامِ۔۔۔میہ دُوپ یَہ آسیہ بُڈ عبادت

وُچھی تہِ یہ اس بڈ بدنامی۔۔۔سَر اس کرنی کُنی کتھ[23]

جنگلوں کی طرف جا کر بیابانوردی کرنا بہت بڑی غلطی ہے مجھے خیال تھا کہ غالباً یہی عبادت ہو گی۔حالانکہ یہ عبادت نہیں بدنامی ہے کیوں کہ محض ایک ہی بات جاننے اور پہچاننے کو کہا گیا تھا جس کے لئے جنگل کی راہ لینا ضروری نہیں تھا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ العالم رہبانیت اور نفس کشی کو اسلام کے منافی سمجھتے تھے یہی وجہ ہے کہ انھوں

نے بارہا اپنے مریدین کو اس سے منع کیا ہے اور صحیح اسلامی تصوف کی طرف راہ نمائی کی اور یہ بتایا کی اصل بندگی یہ ہے کہ مخلوق کی خدمت کی جائے اور اسباب سے لاتعلقی اختیار نہ کی جائے۔ شیخ العالم نے آج کل کے فقراء اور درویشوں کو قحط الرجال کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں یہ لوگ توبندگان شکم ہیں اور محض شکم پروری میں لگے ہوئے ہیں سیر شکم ہو کر بھی انھیں خدا یاد نہیں آتا کہ اس کے دین کی خدمت کرتے۔ اگر انھیں فقیر و درویش کہا جائے تو پھر چور کس کا نام رکھا جائے[24]۔

ریشیت کے اثرات

کشمیر میں ریشیت کی تاریخ نہایت قدیم ہے ،اسلام سے قبل یہاں ہندو اور بودھ بستے تھے ان میں ایسے زاہد و عابد بھی تھے جو نفس کشی پر بہت زور دیتے تھے۔ ایسے لوگ آبادیوں سے دور جنگلوں اور غاروں میں جاکر تن بدن کو دکھ دیتے تھے اس طرح خواہشات نفس پر قابو پالیتے تھے۔ وہ لوگ سوکھی گھاس کھاکر، دھوپ اور بارش میں ننگے بدن چل کر خود کو کانٹوں کی چبھن سے مجروح کرنے میں مزہ محسوس کرتے تھے۔ لاگوں کے ساتھ ملنا جلنا تو درکنار کسی کے ساتھ بات بھی نہیں کرتے تھے ان لوگوں کا کوئی رشتہ ناطہ بھی نہیں ہوتا تھا۔ اور خود کو سنیاسی، جوگی یا ریشی کہتے تھے۔ اگرچہ ہندوں کی ان لوگوں میں موجودگی کافی پرانی ہے۔ لیکن ہر بات میں ان کی ہیئت جداگانہ تھی ان کی نفس کشی اور ان کی تپسیا کئی لحاظ سے دگرگوں اور مختلف ہوا کرتی تھی۔ اسلام کی آمد کے بعد اگرچہ ریشیت قائم رہی لیکن اس کی ہیئت بدل گئی اور اس کے طور طریقوں میں جدت آگئی تھی ۔ان کی عبادات میں نمایاں فرق آگیا۔ کیونکہ اب وہ لوگ ایک عظیم الشان مقصد کے تحت عبادت کرتے تھے تن بدن کو محض دکھ دینا اب کوئی معنی نہیں رکھتا اور خود کو اذیت پہنچانا بے سود تھا۔ جنگلوں میں اور پہاڑوں پر پھرتے رہنا اب کوئی عبادت نہ تھی آبادیوں سے دور رہنا ہی اب کافی نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ اب اس سخت ریا ضت کے پیچھے ایک عظیم مقصد کار فرما تھا۔ اب وہ اپنی مرضی میں آزاد نہیں تھے کہ جو چاہیں کریں بلکہ وہ اب ایک قاعدے، ایک ضابطے قانون کے پابند تھے اب وہ شریعت سے ذرہ برابر انحراف نہیں کرسکتے تھے۔ اگرچہ ا ب بھی وہ صائم الدھر اور قائم اللیل ہوا کرتے تھے مگر ان کی تمام عبادات میں شعائر اسلام اور سنت نبوی کی جھلک نظر آتی تھی گویا اسلامی تصوف نے ریشی تحریک میں نئی جان ڈالدی تھی اور ان کی غار نشینی میں نکھار پیدا کیا تھا۔ تصوف نے ریشیت کو غاروں سے اٹھا کر آبادیوں میں لایا۔ مسجدوں اور خانقاہوں میں عبادت الٰہی کرائی

اور خدا کا پیغام دے کر لوگوں کی رہبری کرنا سکھایا تھا۔اسلامی دور کی ریشی تحریک اب تصوف کی روح بن گئی تھی جس کے بانی اور سرخیل حضرت شیخ نور الدین ولی تھے۔خواجہ اعظمی لکھتے ہیں۔

"وجناب ایں شیخ باکمال دریں امور ازیں طبقہ منفرد و ممتاز بود وزہد و تقوی رابغایت انعایت فرمود۔سر دفتر ریشیان کشمیر است"[25]

یعنی حضرت شیخ نور الدین ولی جو صاحب مرتبہ عالیہ تھے ان تمام امور میں ریشیوں کے طبقے میں منفرد اور ممتاز تھے۔کیوں کہ انہوں نے زہد و تقوی کو غایت الغایت تک پہنچایا تھا۔

کشمیر کی مشہور روحانی تحریک ریشیت ہے اور اس سے وابستہ رشیوں کے آثار و نقوش اب تک باقی ہیں اور مدتوں قائم بھی رہیں گے۔ریشی تحریک یہاں کی روحانی تحریکوں میں ایک زبردست، پائیدار اور موثر تحریک ہے اور ریشی مزاج یہاں کی عوام میں گھٹی کی طرح پڑا ہوا ہے۔

یہ تحریک اپنی منفرد نوعیت کے لحاظ سے خاص اہمیت کی حامل ہے دوسری تحریکوں سے آمنا سامنا ہونے کے باوجود کسی تحریک سے متصادم نہیں ہوئی بلکہ ان کے مختلف اثرات کو اپنے اندر جذب کرتی رہی ہے اور اپنی انفرادیت کو قائم رکھا۔اس کا رشتہ ہندوستانی تحریک سے بہت دور جاکر ملتا ہے اور اس کا پتہ ویدوں اور اپنشدوں سے چلتا ہے۔عرصہ درازا کے بعد ان دونوں میں ایک مماثلت پائی گئی جو کہ عزلت گزینی کی تھی۔کشمیر کے رشیوں نے اس کے علاوہ اصلاح و تبلیغ کا کام بھی کیا اور رفاہ عامہ کے کاموں میں مشغول رہے اس طرح اس کی نوعیت مختلف رہی۔اس تحریک پر بودھ بھکشوؤں کے تجرد اور انتہا پسندی کا اثر بھی پڑا اور برہمنی رہبانوں کی نفس کشی اور ریاضت شاقہ کا بھی۔اس نے مسلم صوفیاء کے ترک دنیا اور طرز عبادت کے اثرات کو بھی جذب کیا اور لوگوں کے کام آنے کے طریقے بھی ہاتھ سے نہ جانے دیئے[26]۔

شیخ العالم نے نہ صرف عبادات بلکہ معاملات میں بھی سدھار لانے کی تعلیم دی اور سماجی تعلقات میں بہتری پیدا کرنے کی کوشش کی معاشرت کے آداب سکھانے کے ع بلاوہ عقل و دانش کے بے شمار رموز بیان کئے۔مثلاً یہ کہنا کہ "جھوٹ بولتے ہوئے تمہیں مزا آئے گا لیکن سچ پر قائم رہ کر حق گوئی سے کام لیتے ہوئے پتے کی طرح کانپنے لگوگے" یا یہ کہنا کہ "نادان کو گیان دھیان کی بات سکھانا بے معنی ہے۔گدھے کو گڑ کھلانا وقت کو ضائع کرنا ہے۔ریگستان میں بیج بونے سے کیا فائدہ۔بھوسے کی ٹکیا تلنے سے تیل ہی ضائع ہوتا ہے"[27]۔اس کا

مطلب یہ ہے کہ شیخ العالم کا کلام ہمہ جہت ہے اور زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے اور آپ کے کلام کی تاثیر ایسی ہے کہ ہر آدمی کے دل پر اثر کرتا ہے۔ آپ کا کلام کشمیر زبان میں قرآن کی تفسیر کہلاتا ہے گہرے سے گہرے نکتہ سمجھانے کے لئے موقع محل کے مطابق کوئی نہ کوئی اشلوک اس قدر کام دیتا ہے کہ تفصیل و توضیح کے دفتر ہیچ نظر آتے ہیں۔ ڈاکٹر غلام محی صوفی نے اپنی کتاب تاریخ "کشمیر" میں شیخ االعالم کے بارے میں بہت تفصیل سے لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

> حضرت شیخ کی سادہ اور پاکیزہ زندگی نے کشمیریوں پر گہرا اثر ڈال رکھا ہے۔۔۔۔۔ ریشیوں کے اس سربراہ کی زندگی کے واقعات وادی بھر کے لوگوں کی زبان پر ہیں[28]۔

شیخ العالم کے بعد ریشی تحریک:

ریشی سنسکرت زبان کا لفظ ہے اس کا مطلب تارک الدنیا عابد و زاہد کے ہیں۔ ریشی لوگ تنہا غاروں اور جنگلوں میں رہبانیت کی زندگی بسر کرتے تھے اور شیخ العالم سے پہلے بھی ریشی گزرے ہیں ان پر بدھ مت اور ہندو مت کے اثرات غالب رہے۔ کشمیر میں سید علی ہمدانی کی وجہ سے اسلام کی باقاعدہ ترویج واشاعت کا سلسلہ شروع ہوا آپ کے فرزند میر محمد ہمدانی علماء وصلحاء کی کثیر جماعت کے ہمراہ کشمیر تشریف لائے اور لوگوں کو شریعت اور اسلامی قوانین سے روشناس کیا جس کا اثر اس وقت کے ریشی سلسلہ پر بھی پڑا. مسلم ریشیان کرام کی اسلامی ریشیت کے بانی شیخ العالم کو قرار دیا جاتا ہے اور آپ کے بعد بھی کشمیر میں یہ تحریک چلتی رہی ہے اور یہاں کے ریشیان کرام نے ملکی سیاست میں بھی حصہ لیا۔ آپ کے معتقدین کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن چار لوگ ایسے گزرے ہیں کہ جنہوں نے اس سلسلہ کو آگے بڑھانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

۱۔ بابابام الدین ۲۔ بابازین الدین ۳۔ بابالطیف الدین ۴۔ بابانصیر الدین[29]

شیخ العالم کے بعد آپ کے خلفاء نے ریشی سلسلہ کی اشاعت کی اور لوگوں کو مذہب اسلام کی طرف راغب کرکے ریشی مسلک کی تعلیم دی۔ ریشی حضرات نے امور دنیا کے ساتھ ساتھ ریشیت کو پروان چڑھایا جس کی وجہ سے ریشی تحریک میں کئی تبدیلیاں بھی ہوئیں چناں چہ بہرام ریشی خود باغ لگاتے اور اس کی آمدنی سے محتاج اور فقراء کو کھانا کھلاتے۔ باباہروی ریشی نے شیخ حمزہ مخدوم العالم کے فیض وبرکت سے مستفید ہوکر مقامات سلوک کی اعلیٰ منازل طے کیں۔ ریشی ہونے کے باوجود اتباع سنت میں تمام عمر گذاری[30]۔

کشمیر میں ریشی تحریک ایسی واحد تحریک تھی جس نے کشمیر کی عوام کو اسلام کی طرف راغب کیا لیکن جب باہر سے مسلمان صوفیاء کرام کی آمد شروع ہوئی تو اس تحریک نے ان کے اثرات کو قبول کرنا شروع کیا اور ریشت پر سہروردی کبروی، قادری، نقشبندی سلاسل کے اثرات غالب آنے لگے آہستہ آہستہ ریشیت ناپید ہو گئی اور چاروں سلاسل یہاں مشہور ہو گئے اور غار نشینی جو کہ ریشیت کا طرہ امتیاز تھی مفقود ہو گئی۔ صوفیاء کرام مرجع خلائق بن گئے اور عبادت وریاضت کے ساتھ ساتھ سماجی اصلاح اور ملکی سیاست میں بھی سرگرم عمل ہو گئے۔

نتائج البحث:

کشمیر میں ریشیت جس طرح داخل ہوئی تھی اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ صرف رہبانیت اور ترک دنیا کا نام تھا لیکن جب کشمیر میں اسلام کی آمد ہوئی تو اس تصور میں یکسر تبدیلی رونما ہونے لگی اور عوام کو اس بات کا احساس ہوا کہ وصول الی اللہ کے لئے ہم نے جو طریقہ ایجاد کیا تھا وہ سراسر کفر وضلالت پر مبنی تھا ۔ شیخ العالم کے تبلیغ اسلام کے خاطر خواہ نتائج نکلنے کے ساتھ ساتھ ریشی سلسلہ یہاں زیادہ مستحکم اور مقبول ہونے لگا یہاں تک کہ شیخ العالم کی ذات گرامی اور آپ کی روحانی پاکیزگی، خلوص عمل اور قول وفعل کی یک رنگی لوگوں کو جوق در جوق کو اسلامی تعلیمات کی طرف متوجہ کرانے میں کامیاب ہوئی۔ نہ صرف عام لوگ بلکہ اعلیٰ پایہ کے عابد وزاہد اور برگزیدہ شخصیات بھی آپ کی گرویدہ ہو گئیں ۔ ہندوؤں کا مشہور گرو بومہ سادھ آپ کی روحانی پاکیزگی کو دیکھ کر اسلام قبول کر لیتا ہے اس کے علاوہ سینکڑوں لوگ مسلمان ہوتے ہیں نہ صرف مرد بلکہ عورتیں بھی آپ کی تعلیمات کی وجہ سے عالی مقامات پر پہنچ گئیں۔

شیخ العالم کے مریدین نے اپنی کشمیری شاعری کو ریشی تعلیم کے پھیلانے کا ذریعہ بنایا اور اس سلسلہ کو مقبول بنانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ شیخ العالم کی تعلیمات کا اثر ان لوگوں پر بھی پڑا جو ریشی سلسلہ سے تعلق نہیں رکھتے تھے اور کشمیر کی صوفیانہ شاعری پر آپ کے اثرات غالب رہے۔ بہت سے کشمیری صوفی شعراء براہِ راست آپ کی تعلیمات سے استفادہ کرتے رہے۔ کشمیر کی مجلسی زندگی اور طرز بود وباش میں بھی اس کی جھلک نظر آتی ہے۔ سماجی محفل ہو یا شادی وغمی کا موقع یا مجلس وعظ آپ کے اشلوک کا استعمال کیا جاتا ہے ۔ واعظین اپنے وعظ کو ان اشلوکوں سے پُر تاثیر بناتے ہیں۔ شعراء عوام کے سامنے یہ اشلوک پڑھ کر لوگوں کے دلوں میں دنیا کی بے ثباتی کا نقش بٹھاتے ہیں۔

آپ کا کلام "ریشی نامہ" اس وقت مختلف لوگوں کی طرف منسوب ہو کر منظر عام پر آ چکا ہے لیکن اس کی تشریح و توضیح کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ کلام کشمیری زبان میں ہونے کی وجہ سے عام لوگوں کی فہم سے بالاتر ہے اس کے علاوہ آپ کی دینی و سماجی خدمات پر مستقل تحقیق کی ضرورت ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ فاطر ۳۵:۲۴

Fatir35:24

2الحدید ۵۷:۲۷

Al hadeed57:27

3۔ الاعراف ۷:۳۲

Al araf 7:32

4۔ البخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، رقم الحدیث:۴۷۷۶،

Al bukhari, abu Abdullah, Muhammad bin ismail,sahih bukhari,kitabunnikah,bab al tareeb finnikah ,raqamul hadees 4776.

الدارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن، سنن دارمی، دار الکتاب العربی، بیروت، ط:۱، سن:۱۴۰۷ھ، ج:۱، ص:۱۷۹

Al darmi abu Muhammad Abdullah bin Abdurrahman,sunan darmi,dar ul kutub, al arabi bairoot,twa,1,1407 hijri,p 179

5۔ أبو داود، سلیمان بن اشعث السجستانی، سنن، أبي داود، دار الکتاب العربی، بیروت، حدیث:4906، ج:4، ص:428۔

Ab Dawood, Suliman bin ashas al sajistani, sunan abi Dawood,darul kutub al arabi,baairoot,Hadees no4906,v4,p428

6۔ ایضاً۔

Aizaan

7۔ محمد اقبال، علامہ، بال جبریل، اقبال اکادمی، لاہور، سن:۲۰۰۳ء، ص:۲۳۴،

Muhammad Iqbal,allama, bali jibreel,Iqbal ikadi,Lahore,2003,p234

8۔ دیدہ مری، خواجہ محمد اعظم، واقعات کشمیر (فارسی)، مطبع محمدی۔ لاہور، سن:۱۳۰۳ھ، ص، ۶۳

Deda mari,khwja Muhammad azam,wqiaat Kashmir farsi, matba muhammadi,Lahore 1303,p63

9 ۔ حسن، شاہ کھویہامی، تذکرہ اولیاء کشمیر، مترجم، پیر زادہ، عبد الخالق طاہری، مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، سن: ندارد، ص:۱۶۷،

Hasan, shah,kowehaitazkiraa awlia kkashmir mutarjam Pirzada,abul khali tahiri,Mushtaq book karner, alkareem market urdu bazar Lahore,p167

10۔ مسکین، محی الدین، تاریخ کبیر، موسوم بہ تحائف الابرار فی ذکر اولیاء الاخیار، مطبع: سورج پرکاش، امرتسر، سن: ندارد، ج:۱، ص:۸۷

Maskeen, mahayyudin,tareekh Kabeer,mausoomba tahaiful abrar fi zikri awlia al akhyar,matba,soraj perkash,amratsar,v1,p87

11 محمد یوسف، مقالہ نگار، ریشیات، ٹینگ، ساقی، موتی لال، شیخ العالم شش صد سالہ تقریبات کمیٹی، سرینگر، سن:۱۹۷۸ء، ص:۱۸۸

Muhammad yousaf,maqala nigar,reshyat ting saqi,muti lal,shaikh ul alam,shashsad sala taqribat kamiti,sirii nagar,1978,p188

[12] ۔حسن شاہ کھویہامی، تذکریہ اولیاء کشمیر، مترجم پیرزادہ عبدالخالق طاہری، ج:۳، ص:۱۷۲

Hasan, shah,kowehaitazkiraa awlia kkashmir mutarjam, Pirzada,abul khali tahiri,v3,p172

[13] ۔ابو نعیم، شیخ محمد عثمان اینڈ سنز، نور نامہ، مترجم، تاجران کتب، مدینہ چوک گاؤ کدل، سرینگر، سن:۲۰۰۶ء، ص:۷-۱۹

Abu Naeem shaikh Muhammad usman and sons,noor nama, mutarjam,tajiran kutub,madina chowk gao kadal, siri nagar,2006,p7-19

[14] ۔نور نامہ، مترجم، ابو نعیم، ص:۱۲۳

Noor nama,mutarjam,abuu Naeem,p123

15۔ڈاکٹر، ایس۔ایم۔یوسف بخاری، کاشر شاعری، کلیم یوسف، فہیم یوسف، ۵۴۔اے میکلوڈ روڈ، لاہور، سن:۱۹۸۴ء، ص:۱۰۱۔۱۰۵

Doctor s m yousaf bukhari,kshar shairi,Kaleem yousaf, Faheem yousaf,54,A miklood road,Lahore,1984,p101-105

16۔قاری سیف الدین، گلدستہ کلام شیخ العالم، مترجم، جے کے آفیسٹ پرنٹرز، جامع مسجد دہلی۔۶، سن:۲۰۰۹ء، ص:۲۱۴

Qari saif ud din guldasta kalam ,shaikhh alam,mutaerjam J K afist printers,jami masjid dehli,2009,p214

[17] ۔محمد یوسف، شیرازہ شیخ العالم نمبر، ٹینگ، سیکرٹری، جموں و کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لنگویجز، لال منڈی سرینگر، سن:ندارد، ص۔۲۱

Muhammad yousaf,sheerazaa shaaikh alam,number,tang,secretry,jaammu Kashmir academy of arts culture and languages, lal mandi seri nager,p21

[18] ۔شیرازہ (شیخ العالم نمبر)، ص:۲۲

Sheraza shaiikh alam number,p22

[19] ایضا

Aizaan

20۔ایضا: ص:۱۳۷

Aizaan, p137

[21] ۔حسن کھویہامی، تذکرہ اولیاء کشمیر، غلام محمد نور محمد تاجران، کتب مہاراج گنج سرینگر، سن:۱۹۸۹ء، ص:۱۷۰

Hasan kahoyahhami,tazkirat ul awliya Kashmir,Ghulam Muhammad noor Muhammad tajiran kutub maharaj ganj,serin agar1989,p180

[22] ۔ایضا

Aizan

23۔قاری، سیف الدین، گلدستہ کلام شیخ العالم، مترجم، جے کے آفیسٹ پرنٹرس، جامع مسجد دہلی۔۶، سن:۲۰۰۹ء، ص:۲۰۲

Qari saif ud din guldasta kalam ,shaikhh alam,mutaerjam J K afist printers,jami masjid dehli,2009,p202

24-ایضا،ص:۱۸۵

Aizan,p185

25-خواجہ محمد اعظم، واقعات کشمیر، دیدہ مری،مترجم خواجہ حمید یزدانی،ڈاکٹر،اقبال اکادمی پاکستان-لاہور،ط:۱،سن:۱۹۹۵ء ،ص:۶۳

Khwaja, Muhammad Azzam,waqiat Kashmir,deda murre,mutarjam, khwaja hameed Yazdani,doctor Iqbal academy,Pakistan, Lahore,taba 1,1995,p63

26-محمد یوسف ٹینگ،ریشیات،ص:۱۷۳

Muhammad yousaf tang, reshiyat, p173

27-محمد یوسف،مارا ادب مشاہیر نمبر،ٹینگ،جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، سرینگر، سن: ۱۹۷۶-۷۷، ص:۴۴

Muhammad yousaf,mara adab,mashaheer number,tag ,jammu Kashmir academy culture and languages,serin agar,1976,p44

28-صوفی،جی-ایم،ڈاکٹر،کشیر،یونیورسٹی آف پنجاب،لاہور،سن:۱۹۸۴ء،ص:۹۸-۱۰۰

Sofi,GM doctor kasheer,university oof Panjab Lahore,1984,p98-100

29-مشکوتی،باباداود،ریاض الاخیار،ترجمہ اسرار الابرار،شعبہ نشرواشاعت ادارہ محبوب عالم،سن:۱۹۸۹،ص:۱۱۳-۱۳۳-

Mashkati baba,baba Dawood, riyazul al akhyar, taerjuma israr ul abyar,shuba nash o ishat idara mahboob,alam,1989,p113-133

[30]-خواجہ محمد اعظم،واقعات کشمیر،دیدہ مری،ص:۲۱۶

Khwaja Muhammad azam,waqiat Kashmir,deda murre,p216